نجات

اور درجات کا راستہ

تالیف

سلطان العارفین

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

خلیفہ

قدوۃ الاولیاء حضرت شاہ محمد حسینؒ

باھتمام

شاہ محمد کمال الرحمٰن قاسمی

صاحبزادہ وجانشین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

خطیب مسجد عالمگیری، شانتی نگر، نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدرآباد۔ ۲۸

مکان نمبر: 19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی،

نواب صاحب کنٹہ، پوسٹ فلک نما، جہاں نما روڈ،

حیدرآباد۔ ۵۳

نجات اور درجات
کا
راستہ

تالیف

سلطان العارفین

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

خلیفہ

قدوۃ الاولیاء حضرت شاہ محمد حسینؒ

باہتمام

شاہ محمد کمال الرحمٰن قاسمی

صاحبزادہ وجانشین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

خطیب مسجد عالمگیری، شانتی نگر، نزد آئی ٹی آئی، ملے پلی، حیدرآباد۔ ۲۸

مکان نمبر: 19-4-281/A/39/1، صالحین کالونی،

نواب صاحب کنٹہ، پوسٹ فلک نما، جہاں نما روڈ، حیدرآباد۔ ۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلات کتاب

نام کتاب	:	''نجات اور درجات کا راستہ''
تالیف	:	حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ
صفحات	:	40
سنہ اشاعت	:	جون ۲۰۰۲ء م ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
تعداد	:	ایک ہزار
بہ اہتمام	:	شاہ محمد کمال الرحمٰن قاسمی صاحبزادہ و جانشین حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ مکان نمبر 19-4-281/1/A39/1 نواب صاحب کنٹہ صالحین کالونی
کتابت (کمپوزنگ)	:	رضی الدین سُہیلؔ
طباعت	:	عائش آفسیٹ پرنٹرس روبرو فائر اسٹیشن، گورنمنٹ پریس روڈ، ملک پیٹ، حیدرآباد۔ فونس: 6522921، 9848020068
قیمت	:	پندرہ روپئے Rs. 15/-

ملنے کا پتہ

مسجدِ عالمگیری

شانتی نگر، حیدرآباد، آندھرا پردیش، انڈیا

انتساب

احقر اپنی اس تصنیف کو واقف اسرار نور حضرت سید حسن قادری رحمتہ اللہ علیہ اور ناشر سر ظہور حضرت محمد حسین (ناظم عدالت ونپرتی) رحمتہ اللہ علیہ کے اسماء گرامی سے معنون کرتا ہے جن کی تعلیم و تربیت نے تصوف واحسان کو ایسا کر دیا جیسے متقدمین میں تھی بس قرآن وحدیث ہی پیش نظر ہے ۔ حضرت سید حسن قادریؒ نے کئی مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اکثر بغیر کسی توجہ کے اشیاء کو دیکھتے ہی قرآنی آیات دل میں اترتی جاتی ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آفاق وانفس میں قرآن کھلا ہوا ہے اور حضرت کی ٹھیک کتاب وسنت کی محتاط تعلیم ہی کی وجہ سے مولانا مناظر احسن گیلانیؒ اور مولانا فضل اللہ اور ڈاکٹر میر ولی الدینؒ وغیرہ اور علماء دیوبند حضرت سے بہت قریب ہو گئے تھے

غُلامِ مُحَمَّدُ

(خادم سلسلہ قادریہ چشتیہ کمالیہ)

حیدر آباد

فہرست مضامین

سلسلہ	مضامین	صفحہ
(1)	پیش لفظ	5
(2)	عبادت واستعانت	7
(3)	احوال انسانی احکام قرآنی	10
(4)	پہلی حالت	10
(5)	دوسری حالت	11
(6)	تیسری حالت	12
(7)	چوتھی حالت	12
(8)	پانچویں حالت	13
(9)	اقسام انسانی آیات قرآنی	14
(10)	انسانوں کی تین قسمیں سورہ واقعہ کی روشنی میں	19
(11)	سلوک علمی میں مقام شہادت	21
(12)	توحید فعلی کے ثبوت سورہ واقعہ کی روشنی میں	22
(13)	توحید وصدیقیت	24
(14)	مراتب اور نتائج	29
(15)	مرتبہ صالحیت کے بعد والی منزل	30
(16)	مقام صدیقیت	31
(17)	اقسام ولایت	31
(18)	سورہ نساء کی آیت وشان نزول	33
(19)	فرق مراتب	34
(20)	چمنی تا سورج (نظم)	38

پیش لفظ

عالم ہست و بود میں انسان اپنے مختلف النوع افکار کے اعتبار سے زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنی محنت صرف کر رہا ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اسے بہترین کامیاب زندگی ملے دل کا سکون دوامی راحت پائے لیکن کیا یہ اپنی سمجھ اور خواہش کے اعتبار سے محنت کر کے بامراد ہے؟ نہیں کیونکہ خالق زندگی نے کامیاب زندگی کا دستور کچھ اور دیا ہے۔ کامیاب زندگی کیلئے خدائی ضابطہ یہ ہے کہ ایمان لائیں اور نیک کام کریں۔ نیک عمل کس طرح کامیابی تک پہنچانے والے ہیں اسکی دو شرطیں ہیں۔

(1) محنت و عمل کا مقصد صحیح ہو اور اس کا طریقہ بھی درست ہو انسان کا اپنی خواہش نفس کے مطابق عمل اس لئے درست نہیں کہ نفس اور خواہشات اسے ہلاکت کی طرف لے جاتی ہیں۔ انسان اپنی بے مائیگی اور کمزوریوں کی وجہ سے نامراد ہو جاتا ہے اس کی کامیابی دھوکہ اور سراب ثابت ہوتی ہے اس کے برخلاف جو شخص خدا کی ذات عالی اور اس کی رضا کو اپنا مقصد بناتا ہے وہ خدا کی عنایت سے بے انتہا قوت و بصیرت اور بے پایاں علم و فضل کا حامل بن جاتا ہے خدا کی نصرت اور توفیق اسے کامیابی سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ پہلا مسئلہ مقصد کے تعین کا ہے ظاہر ہے کہ مومن کا مقصد اعلیٰ لا الٰــــہ الا اللّٰہ ہے۔ دوسرا مسئلہ محنت کے طریقے کا ہے اور وہ محمد رسول اللہ کی حیات طیبہ اور آپ کا لایا ہوا دین ہے جس میں سراسر نبی ﷺ کی پیروی کا حکم ہے اور اسی میں کامیابی کی ضمانت ہے۔

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الاِسْلاَمِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ ○

جس نے اسلام کے علاوہ اور دین کو چاہا تو وہ بالکل قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان والا ہوگا۔ چنانچہ اسی کلمہ طیبہ کی تفصیل اور باطنی تحقیق کے طور پر شریعت ہی کے بواطن، طریقت، حقیقت اور معرفت کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔ دوسرے معنوں میں توحید فی المعبودیت، توحید فی الربوبیت والاستعانت اور توحید و صدیقیت کے اعتبارات پیش کئے جارہے ہیں۔ خدا کرے کہ یہ مراتب خوب خوب سمجھ میں آجائیں اور ہم بھی اس علم کو برتنے والے بن جائیں اور مجاہدات میں مشغول ہوجائیں۔ اگر کوئی بات تشنہ ہوتو کسی اللہ والے سے ربط رکھیں یا کم از کم ڈاکٹر میر ولی الدینؒ کی کتاب قرآن اور تصوف بار بار مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ بڑی حد تک اطمینان کا سامان اور مدارج کا عنوان مل جائے گا۔

حضرت والد ماجدؒ کے یہ مضامین بیس برس پیشتر لکھے ہوئے ہیں متفرق جگہوں پر موجود تھے وہ پیش کئے جارہے ہیں البتہ اس کتاب میں ان مضامین سے مربوط چند وضاحتیں معارف القرآن سے استفادہ کرکے پیش کی جارہی ہیں۔ البتہ آخر میں والد ماجدؒ کا ایک اہم اور مبسوط خطاب جو صالحیت، شہادت، صدیقت اور نبوت کے مضامین کو سمجھانے کیلئے مختلف مقامات پر فرمایا تھا اس اہم خطاب کو خسر محترم حضرت شاہ محمد عبدالرحیم صاحب دردؔ رحمۃ اللہ علیہ نے منظوم فرمایا تھا وہ اس مناسبت سے اس کتابچہ کے آخر میں رکھدیا گیا ہے۔ بھرپور استفادہ فرمائیے۔

والسلام

شاہ محمد کمال الرحمٰن قاسمی

صاحبزادہ حضرت شیخؒ

عبادت واستعانت

انسان کثیر الحاجات ہے جلب منفعت اور دفع مضرت انسان کی فطرت میں ہے جس سے فائدہ نظر آتا ہے اس سے محبت کرتا ہے اور جس سے نقصان نظر آتا ہے اس سے ڈرنے لگتا ہے اور جن چیزوں سے فائدہ نظر آتا ہے ان سے قریب ہوتا چلا جاتا ہے اور ہر فائدے کے سامنے ہاتھ پھیلانے لگ جاتا ہے اور ہر نقصان کے سامنے ڈرنے اور سر جھکانے لگ جاتا ہے انسان نے دیکھا کہ پانی سے زندگی گزر رہی ہے تو اس نے پانی کی اہمیت بڑھادی اور اتنی بڑھادی کہ اس کی پوجا شروع کردی اور حضرت انسان پانی کے پجاری بن گئے۔ اس نے دیکھا کہ آگ جلاتی ہے اور نیست و نابود کردیتی ہے تو انسان آگ سے اتنا ڈرنے لگا کہ آگ کی پوجا شروع کردی، سورج سے فائدہ نظر آیا تو اس کی پوجا شروع کردی، چاند سے فائدہ نظر آیا تو اس کی پوجا شروع کردی، تاروں سے فائدہ نظر آیا تو انکی پوجا ہونے لگی، سمندروں سے نفع ونقصان دیکھا تو ان کی پوجا شروع ہوئی، دریاؤں سے فائدہ نظر آیا تو انسان نے انکی پوجا شروع کردی، درندوں سے نقصان دیکھا تو انکا پجاری بن گیا۔

درخت، سانپ، بچھو بھی دیوتا بن گئے تلسی سے بخار میں فائدہ دیکھا تو تلسی کی پرستش ہونے لگی، پیپل کے فائدے جب سامنے آئے تو اس کو پوجنا شروع کیا یہاں تک کہ شیر اور اژدھے بھی معبود بن گئے بادشاہوں سے فائدہ اور نقصان دیکھا تو آدمیوں نے ان کی پوجا شروع کردی اولیاء کرام انبیاء عظام کو دیکھا وہاں سے نفع اور نقصان کا عجیب وغریب منظر نظر آیا تو ان حضرات کی پرستش شروع ہوگئی فرشتوں کے

حالات سنے تو ان کی پوجا ہونے لگی جب انسان کی گمراہی حد سے بڑھ گئی تو اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے پیغمبر بھیجے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے پیغمبر تھے جو دنیا میں بھیجے گئے اور ہمارے سرکار مدینہ محمد عربی ﷺ آخری پیغمبر ہیں جو بندوں کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے آپ ﷺ نے پوری دنیا کو دعوت عام دی اور اعلان فرمایا۔ قُوْلُوْ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تُفْلِحوا ۔اے لوگو لا الٰہ الا اللہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے انسان نے مخلوقات کو الٰہ بنالیا تھا حضور ﷺ نے بتایا کہ مخلوقات نہ نافع ہیں نہ ضار ان سے نفع اور نقصان کا کوئی تعلق نہیں یہ مخلوقات خود محتاج ہیں کھانے پینے کے محتاج، صحت و بیماری کے محتاج، بیوی بچوں کے محتاج، جینے مرنے کے محتاج، مخلوقات سراپا محتاج ہیں اور اللہ کی ذات مبارک مختار کل ہے وہی خالق و مالک وہی حاکم و رب اور وہی اِلٰہ ہے اور ساری کائنات خدا کی مخلوق و مملوک اور عبد و مربوب ہے چاند سورج اللہ کے اختیار میں، بادل اور بارش اللہ کے اختیار میں، دریا اور سمندر اللہ کے اختیار میں، جنات و شیاطین اللہ کے اختیار میں، فرشتے اور پہاڑ اللہ کے اختیار میں، اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتے ہیں دن اور رات کو پیدا کرنے والے اللہ زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے اللہ، عورت و مرد کے پیدا کرنے والے اللہ۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ . وہ کون ہے جو مجبور و بے کل کی پکار کو سنتا ہے اور اس کی مصیبت دور کرتا ہے؟ وہ صرف اللہ ہے۔

انسان کو اللہ نے دو چیزیں عطا فرمائی ہیں ایک سر دوسرے ہاتھ، انسان کی یہ فطرت ہے کہ جس سے ڈرتا ہے اس کے سامنے سر جھکا دیتا ہے اور جس سے امید رکھتا ہے اس کے سامنے ہاتھ پھیلا دیتا ہے۔ حالانکہ جو معبودیت کے قابل ہوگا، اسی کی عبادت کی جائے گی معبود کا رب ہونا ضروری ہے اور رب کا خالق و مالک ہونا ناگزیر ہے اس لئے معبود صرف خدائے تعالیٰ کی ذاتِ مبارک ہے. اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حقائق اور معارف سے لبریز اس چھوٹی سی آیت میں یہ حقیقت بتائی

گئی کہ اللہ تعالیٰ تمام عوالم کے پالنے والے ہیں زمین و آسمان کے رب، شمس وقمر کے رب، انسان وشیاطین کے رب، غریب و امیر کے رب، اور بادشاہ وفقیر کے رب، مومن و کافر کے رب، فاسق و صالح کے رب، دوستوں اور دشمنوں کے رب، جنت و دوزخ کے رب، غرض وہ سب کے رب ہیں۔ عبادت کے قابل وہی ذات ہے اور اسی سے مدد مانگنا بھی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ ان کے بندے ان کے سوا کسی کے سامنے نہ ہاتھ پھیلائیں اور نہ سر جھکائیں۔ اَمَرَ اَنْ لَّاتَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاہ۔ یعنی اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے عبادت اور استعانت کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے نماز جیسی عظیم الشان دولت دی گئی ہے۔ نمازی اللّٰہ اَکْبَر کہہ کر یکسو ہو جاتا ہے دل سے مخلوقات نکل جاتی ہیں ذات الٰہی کے انوار متجلّی ہوتے جاتے ہیں کہنے لگتا ہے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً وَّمَااَنَامِنَ الْمُشْرِکِیْن. بے شک میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کر لیا جو آسمان اور زمین کا فاطر ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ سب کو چھوڑ کر ایک کے ہو جانا یہی حنیفیّت ہے اب آپ کی توجہ مسجد اور قبلہ سے بھی ہٹ گئی ہے اب آپ کے سامنے ربِّ کعبہ ہے۔

حج زیارت کردن خانہ بود　　　　حج رب البیت مردانہ بود

ترجمہ:- حج اللہ کے گھر کی زیارت کا کام ہے۔ گھر کے رب کا حج مردانہ ہے۔

نمازی کے آگے حق جلوہ گر رہتا ہے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیتا ہے اور حکم کی نئی دنیا میں داخل ہوتا ہے سورہ فاتحہ کی تلاوت سے شعور زندہ ہو جاتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سب تعریفیں اللہ رب العٰلمین ہی کے لئے ہیں الرحمٰن الرحیم جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنْ جو قیامت کے دن کا مالک ہے، انصاف کرنے والا ہے، اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ

نَسۡتَعِیۡنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ چلا ہم کو سیدھا راستہ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ان لوگوں کا راستہ جن پر آپ نے انعام کیا غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا غضب ہوا ہوا اور نہ گمراہوں کا آمِیۡنۡ۔

اس دعا کے ساتھ ہی چند آیتیں پڑھ لی جاتی ہیں گویا بندے کے سوال کا جواب مل جاتا ہے اس جواب پر بندہ اپنے مولیٰ کے سامنے جھک جاتا ہے رکوع کرتا ہے پھر اپنے مالک کے قدموں پر سر رکھ دیتا ہے سجدہ کر لیتا ہے پروردگار دست قدرت سے اپنے بندے کو سنبھالتے ہیں بندہ اپنے مولیٰ کو پہچان لیتا ہے اسی نماز میں وہ وقت بھی آتا ہے کہ بندہ اپنا تن من دھن سب اپنے مولیٰ کے حوالے کر دیتا ہے۔ یہی سِر التحیات للّٰہ والصلوٰت والطیّبات ہے کہ زبانی عبادتیں بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں اے اللہ کے نبی ﷺ آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر نماز عبادت اور استعانت کا بہترین امتزاج ہے۔

احوال انسانی۔ احکام قرآنی

استعانت بہت تفصیل کے ساتھ اللہ نے ہم پر کھولی ہے انسانی زندگی کے پانچ حالات ہیں۔

(1) حاجات و مرادات (2) معصیت و نافرمانی (3) معاملات و کاروبار (4) مصائب و مشکلات اور (5) نعمت۔

پہلی حالت

حاجات و مرادات میں اللہ سے دعا کرنے کا حکم ہے ادعونی استجب لکم کہ تم دعا کرو میں قبول کرتا ہوں وجدانی زندگی میں اس کی بہت سی تفصیلات مل جاتی

ہیں بچہ کا ہر مطالبہ ماں باپ قبول نہیں کرتے اس لئے کہ وہ اس کی بھلائی اور بُرائی کو اچھی طرح جانتے ہیں اسے نقصان پہنچانے والی چیز باوجود مطالبہ کے نہیں دیتے بچہ چاقو مانگتا ہے اور اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے تو آپ اس کو چھین لیتے ہیں بچہ گھڑیال مانگتا ہے تو آپ اس کی تکمیل کیلئے تعلیم کی شرط لگا دیتے ہیں یا مانگی ہوئی چیز کے بجائے کوئی دوسری چیز دیدی جاتی ہے اللہ تعالیٰ بھی بندے کے ساتھ یہی معاملہ فرماتے ہیں اگر مانگی ہوئی چیز بندے کے لئے مضر ہے تو وہ اسے نہیں دی جاتی یا اس کے بجائے کوئی دوسری چیز عطا کر دی جاتی ہے یا قیامت کے دن کے لئے دعا محفوظ ہو جاتی ہے ان دعاؤں کی قبولیت کا ظہور قیامت میں ہوگا دعاؤں کے سلسلہ میں ایک ایسی چیز روایت میں ہے کہ جس کے بعد دعاؤں کا مسئلہ بالکل حل ہو جاتا ہے۔

ایک روایت میں منقول ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کل قیامت میں اللہ کے بندوں کو اس کا اجر بتائیں گے کہ بندوں نے یہ دعا کی تھی لیکن اللہ نے دنیا میں قبول نہ کی تھی اپنی ان دعاؤں کا اجر دیکھ کر بندے کہیں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کوئی بھی دعا قبول نہ ہوتی تو اچھا تھا۔

دوسری حالت

زندگی کی دوسری حالت معصیت اور نافرمانی کی ہے۔ بچہ جب اپنی غلطیوں پر توبہ کر لیتا ہے تو والدین اس کی غلطیاں معاف کر دیتے ہیں بلکہ بعض مرتبہ بچے کو گلے سے لگا لیتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ جب بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اس کی غلطیاں معاف کر کے اس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ توبہ کا حکم بھی ہے **تُوبُوا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً النَّصُوحًا** توبہ کرو اللہ کی طرف خالص۔ توبہ کے تین شرائط ہیں۔ (1) غلطیوں پر ندامت (2) معافی کی درخواست (3) آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم۔ ان شرطوں کی تکمیل کرنے والے تائب کیلئے خوشخبری ہے۔ **اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ**

الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو اور صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے توبہ اللہ کو پسند ہے حضور ﷺ نے توبہ کی پسند کا ایک تفصیلی واقعہ بیان کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو مولیٰ کتنے قریب ہو جاتے ہیں۔ایک صاحب حالت سفر میں تھے گھوڑے پر سوار تھے اور توشہ ساتھ تھا ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے آنکھ لگ گئی پھر جب اٹھے تو دیکھا کہ سواری اور توشہ دونوں غائب ہیں۔ادر ادھر تلاش سب بے سود ثابت ہوئی تھک کر لیٹ گئے۔اس وقت مسافر مایوس ہو کر موت کا انتظار کرنے لگا اب بہر حال موت سامنے ہے مرنے کے سواء کوئی دوسرا راستہ نہیں اسی پریشانی میں مسافر کی آنکھ لگ گئی پھر جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ سواری اور توشہ سامنے موجود ہے مسافر سوار اور توشہ دیکھ کر اتنا خوش ہوا کہ وہ اللہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے اللہ تو میرا بندہ ہے میں تیرا خدا ہوں اس مسافر کی زبان سے خوشی میں جو جملے نکلے اور مسافر جتنا خوش ہوا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جب بندہ توبہ کر لیتا ہے تو اللہ اس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

تیسری حالت

تیسری حالت کاروبار اور معاملات کی ہے۔اللہ سے مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ کاموں میں اللہ پر بھروسہ کریں توکل کا حکم بھی ہے **وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون** بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والے کو دوست رکھتے ہیں۔اس سلسلہ میں ایک اور شاندار ارشاد ملتا ہے فرماتے ہیں کہ **الیس اللّٰہُ بِکَافٍ عبدہ** کیا اللہ بندے کیلئے کافی نہیں ہے بے شک کافی ہے یقیناً کافی ہے۔

چوتھی حالت

چوتھی حالت مصیبت ہے اور اس کے تین اعتبارات ہیں۔ (1) صورت عذاب (2) کفارہ سیئات (3) ترقی درجات۔خدا کے حکم کے بغیر مصیبت نہیں آتی

وَمَا اَصَابَکَ مِنْ مُّصِیْبَۃٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللہِ . ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے لَاتَمُدَّنَ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖ زَھْرَۃً مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللہُ لِیُعَذِّبَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَتَزْھَقُ اَنْفُسَھُمْ وَھُمْ کَافِرُوْنَ . اے نبی ﷺ ان کافروں کو دنیا کی جو چیزیں دی گئی ہیں آپ ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں اس کے ذریعہ سے اللہ سزا دینا چاہتا ہے وہ حالتِ کفر ہی میں مریں اور مستحق عذاب بن جائیں۔

تیسرا اعتبار ترقی درجات کا ہے ان مصیبتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ درجات و مراتب عطا فرماتے ہیں مصیبت میں استعانت کا طریقہ صبر ہے اس کی وجہ سے اللہ ساتھ ہو جاتے ہیں۔ فرمایا اِنَّ اللہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں ایک اور جگہ فرمایا کہ صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بے حساب اجر دے گا اور ایک جگہ صابروں کو دوست رکھنے کا اعلان فرمایا ہے حاصل یہ کہ مصیبت کفار و مشرکین کیلئے عذاب ہے فاسقوں اور فاجروں کیلئے کفارہ سیئات ہے۔ صالحین، شہداء، صدیقین اور انبیاء کرام علیہم السلام کیلئے ترقی درجات ہے۔

پانچویں حالت

آدمی کو چیزیں حسب منشاء میسر آجائیں تو ان کے بھی تین اعتبارات ہیں۔ (1) نعمت کی صورت میں عذاب (2) نعمت کی صورت میں کفارہ سیئات (3) نعمت کی صورت میں ترقی مدارج ہے۔

کفار، مشرکین، منافقین، اور معاندین کیلئے نعمت عذاب ہے۔ جیسے فرعون، ہامان، قارون، وغیرہ۔ فساق و فجار کے لئے کفارہ سیئات مال و دولت کو صحیح خرچ کر کے برائیوں کے مٹنے کا ذریعہ بنائیں صالحین اور ابرار وغیرہ کے لئے یہ نعمتیں منعم کے احسان کا شعور،

احساس شکر کا حال ازدیاد نعمت اور ترقی درجات کا سبب ہے عبادت و استعانت کی یہ سادہ ضروری تفصیلات ذہن نشین ہی نہیں بلکہ دلنشین کر لینے کے قابل ہیں۔

اقسام انسانی آیات قرآنی

اَعوذُ باللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم ○ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ
○ وَ کُنتُم اَزوَاجاً ثَلٰثَۃً ○ فَاَصحٰبُ المَیمَنَۃِ مَااَصحٰبُ المَیمَنَۃِ ○
وَاَصحٰبُ المَشئَمَۃِ مَا اَصحٰبُ المَشئَمَۃِ ○ وَالسّٰبِقُونَ السَّابِقُونَ
○اُولئِکَ المُقَرَّبُونَ ○ فِی جَنّٰتِ النَّعِیمِ ○ ثُلَّۃٌ مِنَ الاَوَّلِینَ ○ وَقَلِیلٌ
مِنَ الاٰخِرِینَ ○ عَلٰی سُرُرٍمَّوضُونَۃٍ ○ مُتَّکِئِینَ عَلَیھَا مُتَقَابِلِینَ ○
یَطُوفُ عَلَیھِم وِلدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ○ بِاَکوَابٍ وَّاَبَارِیقَ ○ وَکَاْسٍ مِّن مَّعِینٍ
○ لَایُصَدَّعُونَ عَنھَا وَلَایُنزِفُونَ ○ وَفَاکِھَۃٍ مِّن مَّایَتَخَیَّرُونَ ○ وَلَحمِ
طَیرٍ مِّن مَّا یَشتَھُونَ ○ وَحُورٌ عِینٌ ○ کَاَمثَالِ اللُّؤلُوءِ
المَکنُونِ ○جَزَآءً بِمَا کَانُو یَعمَلُونَ ○ لَا یَسمَعُونَ فِیھَالَغواًوَّلَا تَاْثِیماً
○ اِلَّا قِیلاً سَلَامًا سَلَامًا ○ وَاَصحٰبُ الیَمِینِ ○ مَا اَصحٰبُ
الیَمِینِ ○ فِی سِدرٍمَّخضُودٍ ○ وَطَلحٍ مَنضُودٍ ○ وَظِلٍّ مَّمدُودٍ ○
وَمَآءٍ مَسکُوبٍ ○ وَفَاکِھَۃٍ کَثِیرَۃٍ ○ لَّامَقطُوعَۃٍوَّلَا مَمنُوعَۃٍ ○
وَفُرُشٍ مَّرفُوعَۃٍ ○ اِنَّآ اَنشَئنَاھُنَّ اِنشَآءً ○ فَجَعَلنٰھُنَّ اَبکَارًا ○ عُرُباً
اَترَاباً ○ لِاَصحٰبِ الیَمِینِ ○ ثُلَّۃٌ مِنَ الاَوَّلِینَ ○ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الاٰخِرِینَ
○ وَاَصحٰبُ الشِّمَالِ مَااَصحٰبُ الشِّمَال ○ فِی سَمُومٍ وَّحَمِیمٍ ○
وَظِلٍّ مِّن یَحمُومٍ ○لَابَارِدٍوَّلَاکَرِیمَ ○ اِنَّھُم کَانُوا قَبلَ ذَالِکَ

مُتْرَفِيْنَ ○ وَكَانُوْ يُصِرُّوْنَ عَلَى الْحِنْثِ الْعَظِيْمِ ○ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ○

اَئِـذَامِتْـنَا وَكُنَّا تُرَاباً وَّعِظَامًا ءَ اِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ○ اَوَاٰبَآؤُنَاالْاَوَّلُوْنَ ○ قُلْ

اِنَّ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ○ لَـمَـجْمُوْعُوْنَ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ○ ثُمَّ

اِنَّـكُـمْ اَيُّهَـا الـضَّـالُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ○ لَاٰكِـلُـوْنَ مِـنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ○

فَمَالِئُوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ○ فَشٰرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ○ فٰشٰرِبُوْنَ شُرْبَ

الْهِيْمِ ○ هٰـذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ○ نَـحْـنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ○

اَفَرَءَ تُمْ مَّاتُمْنُوْنَ ○ ءَ اَنْتُـمْ تَخْلُقُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الْخَالِقُوْنَ ○ نَحْنُ قَدَّرْنَا

بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَانَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ○ عَلٰى اَنْ نُبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ

فِىْ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ○ وَلَـقَـدْ عَـلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْ لَا تَذَكَّرُوْنَ ○

اَفَـرَئَيْتُمْ مَّاتَحْرُثُوْنَ ○ ءَ اَنْتُـمْ تَـزْرَعُوْنَهٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○ لَوْ نَشَاءُ

لَجَعَلْنٰهُ حُطَاماً فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ○ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ○ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ

○ اَفَـرَ ءَيْتُـمُ الْمَاءَ الَّذِىْ تَشْرَبُوْنَ ○ ءَ اَنْتُـمْ اَنْـزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ

نَـحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○ لَـوْ نَشَـآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجاًفَلَوْ لَا تَشْكُرُوْنَ ○ اَفَرَاَيْتُمُ

الـنَّارَ الَّتِىْ تُوْرُوْنَ ○ ءَ اَنْتُـمْ اَنشَـاْتُـمْ شَـجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ ○

نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعاًلِّلْمُقْوِيْنَ ○ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ○

آیات مذکورہ کا مفہوم

اورتم (سب آدمی جواس وقت موجودہو یا پہلے گزرچکے ہیں یا آئندہ آنے والے ہیں) تین قسم ہوجاؤ گے۔ خواص مومنین اور عوام مومنین اور کفار کہ سورہ رحمٰن میں بھی یہی تین قسمیں مذکور ہیں اور ان آیات میں خواص کو مقربین اور سابقین کہا ہے اور عوام

مومنین کو اصحاب الیمین اور کفار کو اصحاب الشمال ۔ آگے ان تینوں قسموں کو بیان کرنے کے بعد تینوں کے احکام الگ الگ ذکر کئے ہیں ۔ اول اجمالاً ، پھر تفصیلاً کہ تین قسمیں جو مذکور ہیں سو (انمیں ایک قسم یعنی) جو داہنے والے ہیں کیسے اچھے ہیں (مراد اس سے جن کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائینگے اور گویہ مفہوم مقربین میں بھی مشترک ہے۔ لیکن اسی صفت پر اکتفاء کرنے سے اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ ان میں اصحاب الیمین سے زائد کوئی اور صفت قرب خاص کی نہیں پائی جاتی ۔ اس طرح مراد اس سے عوام مومنین ہو گئے ۔ اور اس میں اجمالاً ان کی حالت کا اچھا ہونا بتلا دیا آگے فی سدرٍ مخضودٍ سے اس اجمال کی تفصیل کی گئی ہے۔) اور (دوسری قسم یعنی) جو بائیں ہاتھ والے ہیں وہ بائیں والے کیسے برُے ہیں (مراد اس سے جن کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جاویں گے یعنی کفار اور اس جماعت میں اجمالاً ان کی حالت کا برُا ہونا بتلا دیا گیا آگے فی سمومٍ سے اس اجمال کی تفصیل کی گئی ہے) اور (تیسری قسم یعنی) جو اعلیٰ درجہ کے ہیں وہ تو اعلیٰ درجہ کے ہیں .... (اور) وہ (خدا تعالیٰ کے ساتھ) خاص قرب رکھنے والے ہیں (اس میں تمام اعلیٰ درجہ کے بندے داخل ہیں' انبیاء اور اولیاء' صدیقین اور کامل متقی اور اس میں اجمالاً ان کی حالت کا اعلیٰ ہونا بتلا دیا' آگے فی جنّٰتِ النّعیم سے اس اجمال کی تفصیل کی جاتی ہے یعنی) یہ (مقرب) لوگ آرام کے باغوں میں ہونگے (جس کی مزید تفصیل علی سُرر سے آتی ہے اور درمیان میں ان مقربین خاص میں بہت سی جماعتوں کا شامل ہونا بتلاتے ہیں کہ) ان (مقربین) کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہونگے (اگلوں سے مراد متقدمین ہیں) ۔ آدم علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ کے قبل تک اور پچھلوں سے مراد حضور ﷺ کے وقت سے لیکر قیامت تک اور متقدمین میں کثرت سابقین اور متأخرین میں قلت سابقین کی وجہ یہ ہے کہ خواص ہر زمانہ میں کم ہوتے ہیں ۔ اور متقدمین یعنی آدم علیہ السلام سے زمانہ خاتم الانبیا ﷺ تک کا زمانہ بہت طویل ہے ۔ بہ نسبت امت محمدیہ ﷺ کے جو قرب قیامت میں پیدا ہوئی ۔ تو باقتضاء عادت زمانہ اس طویل زمانہ کے خواص بہ نسبت

امت محمدیہ ﷺ کے مختصر زمانے کے خواص کم ہونگے کیونکہ اس طویل زمانے میں ایک لاکھ سے زیادہ تو انبیاء ہی ہیں اور خاتم الانبیاء ﷺ کے زمانے میں کوئی اور نبی نہیں اس لئے خواص مقربین کا بڑا گروہ متقدمین کا ہوگا اور متاخرین، یعنی امت محمدیہ ﷺ میں اِس سے کم ہوگا' آگے مقربین خواص کیلئے جو نعمتیں مقرر ہیں ان کی تفصیل یہ ہے کہ وہ (مقرب) لوگ سونے کے تاروں سے بنے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے اور ان کے پاس ایسے لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے۔ یہ چیزیں لیکر آمد و رفت کیا کریں گے۔ آبخورے' اور آفتابے اور ایسے جامِ شراب جو بہتی ہوئی شراب سے بھرے جائیں گے۔ اور میوے جن کو وہ پسند کریں اور پرندوں کا گوشت جوان کو مرغوب ہو اور ان کے لئے گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں ہونگی (مراد حوریں ہیں) جن کی رنگت ایسی صاف شفاف ہوگی جیسے (حفاظت سے) پوشیدہ رکھا ہوا موتی ہے۔ ان کے اعمال کے صلہ میں ملے گا (اور) وہاں نہ بک بک سنیں گے اور نہ وہ کوئی بے ہودہ بات (سنیں گے یعنی شراب پی کر یا ویسے بھی ایسی چیزیں نہ پائی جائیں گی جن سے عیش مکدر ہوتا ہے) بس (ہر طرف سے) سلام ہی سلام کی آواز آئے گی۔

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ. جو کہ دلیل اعزاز و اکرام کی ہے غرض روحانی و جسمانی ہر طرح کی لذت و مسرت اعلیٰ درجہ کی ہوگی (یہ جزاء سابقین کا بیان کیا گیا) اور (آگے اصحاب الیمین کی جزاء کی تفصیل ہے یعنی) جو اپنے داہنے والے ہیں وہ داہنے والے کیسے اچھے ہیں (اس اجمال کا اعادہ تفصیل سے پہلے اس لئے کیا گیا کہ اس اجمال کو فصل ہو گیا تھا) آگے ان کے اچھے ہونے کا بیان ہے کہ وہ ان باغوں میں ہونگے جہاں بے خار بیریاں ہونگی اور تہہ بہ تہہ موز ہونگے اور لمبا لمبا سایہ ہوگا۔ اور چلتا (بہتا) ہوا پانی ہوگا اور کثرت سے میوے ہونگے جو نہ ختم ہونگے (جیسے دنیا کے میوے فصل تمام ہونے سے تمام ہو جاتے ہیں) اور

نہ ان کو روک ٹوک ہوگی (جیسے دنیا میں باغ والے اسکو روک تھام کرتے ہیں) اور اونچے اونچے فرش' (کیونکہ جن درجوں میں وہ بچھے ہیں وہ درجے بلند ہونگے اور چونکہ مقام خوش عیشی کا ہے اور خوش عیشی بدون عورتوں کے کامل نہیں ہوتی اس طور پر ان اسباب عیش کے ذکر ہی سے عورتوں کا ہونا معلوم ہو گیا لہذا آگے بہشتی عورتوں کی طرف انشئنا ھُنَّ کی ضمیر راجع کر کے ان کا ذکر فرمایا جاتا ہے کہ) ہم نے (وہاں کی) عورتوں کو (جن میں جنت کی حوریں بھی شامل ہیں اور دنیا کی عورتیں بھی ان سے مراد وہ عورتیں ہیں جو دنیا میں بوڑھی یا بدشکل تھیں ۔ان کے متعلق فرمایا کہ ہم نے ان عورتوں کو) خاص طور پر بنایا ہے ۔یعنی ہم نے ان کو ایسا بنایا کہ وہ کنواریاں ہیں) یعنی بعد مقاربت کے پھر کنواری ہوجائیں گی (اور) محبوبہ ہیں (یعنی حرکات شمائل ناز وانداز حسن و جمال یہ سب چیزیں ان کی دلکش ہیں اور اہل جنت کی) ہم عمر ہونگی یہ سب چیزں ل داہنے والوں کے لئے ہیں ۔ (آگے بتلاتے ہیں داہنے والے بھی مختلف قسم کے لوگ ہونگے یعنی) ان (اصحاب الیمین کا) ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا بلکہ متاخرین میں اصحاب الیمین بہ نسبت متقدمین کے تعداد میں زیادہ ہونگے ، چنانچہ احادیث میں تصریح ہے کہ اس امت کے مومنین کا مجموعہ پچھلی تمام امتوں کے مومنین کے مجموعہ سے زیادہ ہوگا' اور اس کی یہی صورت ہوسکتی ہے کہ اصحاب الیمین اس امت میں زیادہ ہونگے کیونکہ خواص مقربین کی اکثریت تو متقدمین میں خود آیت بالا سے ثابت ہوچکی ہے اور جب **اصحاب الیمین** مرتبہ میں مقربین سے کم ہیں تو ان کی جزاء بھی کم ہوگی سو اس کی توجیہ یہ ہے کہ مقربین کی جزاء میں وہ سامانِ عیش زیادہ مذکور ہے جو اہل شہر کو زیادہ مرغوب ہے اور اصحاب الیمین کی جزاء میں وہ سامان عیش زیادہ مذکور ہے جو دیہات وقصبات والوں کو زیادہ مرغوب ہے اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ' ان دونوں میں ایسا تفاوت ہوگا جسے اہل شہر اور اہل قریہ میں ہوا کرتا ہے اور (آگے کفار کا اور ان کے عتاب وعذاب کا ذکر ہے یعنی) جو بائیں والے ہیں اور وہ بائیں والے کیسے بُرے ہیں ۔وہ لوگ آگ میں ہونگے اور

کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھویں کے سائے میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ فرحت بخش ہوگا یعنی سایہ سے ایک جسمانی نفع ہوتا ہے راحت برودت اور ایک روحانی نفع ہوتا ہے لذت و فرحت' وہاں دونوں نہ ہونگے یہ وہی دھواں ہے جو اوپر سورہ رحمٰن میں بلفظ نحاس آیا ہے' آگے اس عذاب کی وجہ ارشاد ہے کہ) وہ لوگ اس کے قبل (یعنی دنیا میں) بڑی خوش حالی میں رہتے تھے اور (اس خوش حالی کے غرہ میں) بڑے بھاری گناہ (یعنی کفر وشرک) پر اصرار کرتے تھے (مطلب یہ ہے کہ ایمان نہیں لائے تھے) اور آگے ان کے کفر کا بیان ہے جس کو زیادہ دخل ہے طلب حق نہ ہونے میں یعنی وہ یوں کہا کرتے تھے اور جب ہم مر گئے مٹی اور ہڈیاں (ہوکر) رہ گئے تو کیا (اس کے بعد) ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی (زندہ ہونگے)' کیونکہ منکرین قیامت پیغمبر ﷺ کے زمانے میں بھی تھے اسلئے اس کے متعلق ارشاد (ہے کہ) آپ کہہ دیجئے کہ سب اگلے اور پچھلے جمع کئے جاویں گے ایک معین تاریخ کے وقت پر پھر (جمع ہونے کے بعد) تم کو اے گمراہو! اے جھٹلانے والو! درخت زقوم سے کھانا ہوگا پھر اس سے پیٹ بھرنا ہوگا پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا پھر پینا بھی پیاسے اونٹوں کا سا (غرض) ان لوگوں کی قیامت کے روز یہ مہمانی ہوگی۔ (مستفاد از معارف القرآن)

انسانوں کی تین قسمیں

سورہ واقعہ کی روشنی میں

سورہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اہم تفصیل اور تقسیم بتائی ہے اس میں تین جماعتوں کا ذکر ہے ان کے نام' کام اور ان کی جزاء تفصیل سے بیان کردی گئی ہے۔ (1) اصحاب میمنہ (2) اصحاب مشئمہ (3) السابقون یعنی مقربین۔

(1) اصحاب میمنہ:-

سونے کے تختوں پر اور مسہریوں پر تکیہ لگائے آمنے سامنے بیٹھیں گے بچے ان کے پاس گھومتے ہونگے آبخوروں اور آفتابوں میں شراب بھر بھر کر پلائی جائے گی لیکن وہ ایسی شراب ہوگی کہ نہ دردسر ہوگا اور نہ دماغ بگڑے گا من پسند میوے کھاتے رہیں گے مرغ مسلّم کے مزے اڑاتے رہیں گے حسین ترین عورتوں سے ہمکنار ہوتے رہیں گے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے نہ وہاں لغویات سنیں گے نہ بیہودہ بات بس سلام ہی سلام کا دور دورہ ہوگا اور اصحاب یمین کیسے اچھے لوگ ہیں جن کیلئے بے خار بیریوں کے باغ تہہ بہ تہہ کیلے لمبے سائے اور جاری نہریں ہونگی بکثرت میوے ہونگے سدابہار ہونگے نہ ختم ہونگے نہ کوئی روک ہوگی اونچے فرش ہونگے بیویاں سدا کنواری سدا دلہن محبوبہ ہم عمر یہ سب اصحاب یمین یعنی دائیں ہاتھ والوں کا صلہ ہے جن کا بڑا گروہ اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں سے ہوگا۔

(2) اصحاب مشئمہ:-

اور اصحاب شمال وہ تو بڑے بُرے لوگ ہیں آگ میں ہونگے کھولتے ہوئے پانی میں ہونگے جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ فرحت بخش ہوگا وہ اس سے پہلے زندگی میں خوش حال رہتے تھے بھاری گناہ پر مصر رہتے تھے کہتے تھے مرنے مٹی ہوجانے اور ہڈیاں چوراچورا ہوجانے کے بعد کیسے اٹھائے جائیں گے ہمارے باپ دادا کیسے اٹھینگے؟

آپ جواب دیجئے اگلے پچھلے سب جمع کئے جائیں گے معین تاریخ پر پھر تم کو (اے گمراہو! اور اے جھٹلانے والو) درخت زقوم سے کھانا ہوگا اور اسی سے پیٹ بھرنا ہوگا کھولتا ہوا پانی پینا ہوگا جیسا پیاسا اونٹ پیتا ہے یہ قیامت کے دن انکی دعوت ہے۔

(3) مقربین:-

پھر جو شخص مقربین سے ہوگا اس کیلئے راحت ہے اور غذائیں ہیں آرام کی جنت ہے بلاشبہ یہ ایک تحقیقی، حقیقی بات ہے یقینی بات ہے ان کیلئے وہ سب نعمتیں ہونگی جو اصحاب یمین کیلئے دی گئی ہیں۔ مقربین تو مقربین ہیں ان کیلئے درجات ہیں اور بہت زیادہ نعمتوں سے مستفید ہونگے خدا کے قرب خاص اور دیدار ذات سے مشرف و متلذّذ ہونگے اور خدا تعالیٰ کی بے پایاں اور خصوصی عنایات سے مستفیض ہونگے۔

سلوک علمی میں مقام شہادت

مرتبہ صالحیت میں حق تعالیٰ کی معبودیت و ربوبیت اجمالی کی تصدیق ہوتی ہے اسی بات کو جب تفصیلی طور پر مانا اور جانا جاتا ہے تو مقام شہادت کہلاتا ہے۔ جس طرح ہر مرتبہ و محل کے علمی و عملی تقاضے جدا ہوتے ہیں اسی طرح سالکین علم طریقت کے ہاں اس مرتبے کے کچھ علمی و عملی اعتبارات ہیں جس کی وضاحت یہ ہے کہ ارادے اور مشیت کے بغیر نہ اشیاء سے آثار نمایاں ہوتے ہیں نہ اشخاص سے افعال سرزد ہوتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ حق تعالیٰ ہمارے اور ہمارے افعال کے خالق ہیں جیسا کہ خود قرآن کریم میں کہا گیا ہے **و اللہ خلقکم و ماتعملون** کہ اللہ ہی تمہارے اور تمہارے افعال کے خالق ہیں اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے **بیدہ ملکوت کل شئی** کہ ہر شئے اسی کے اختیار و اقتدار میں ہے ان خصوصی آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی فاعل حقیقی ہیں اور اللہ کیلئے فعل ذاتی ہے اور بندے کی طرف فعل کی نسبت امانتی ہے بندہ اپنے اختیار کے استعمال میں اللہ کے فعل تخلیق کا محتاج ہے اللہ ہی کے فعل تخلیق سے بندے کے اعمال کا ظہور ہوتا ہے اور بندہ فعل تخلیق میں اللہ کا محتاج ہونے سے کاسب کہلاتا ہے اور اس کے فعل کو کسب کہا جاتا ہے۔ بندے کی ذات میں قبولیت فعل الٰہی کی جو استعداد ہے اسی کا نام

وسعت واختیار ہے جس کی وجہ سے بندہ امتثال اوامر اور اجتناب نواھی پر مکلّف کیا گیا ہے اسی مضمون کو یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ فعل کا تعلق قوت وارادہ سے ہے جس کے بغیر فعل کا صدور ممکن نہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ حول وقوت کا اصل مبدأ اللہ ہی کی ذات ہے لہذا مخلوق کی ہر حرکت اپنے خالق کی محتاج ہے بندے کی یہ احتیاجی نسبت جس قدر مبرھن ہوگی استعانت باللہ پر اسی قدر استقامت ہوگی اور یہ حقیقت واشگاف ہو جائے گی کہ اللہ ہی فاعل، مختار اور قادر مطلق ہے وہی نفع وضرر موت اور حیات کا مالک ہے فقر وغنا، عزت وذلت اسی کے قبضے میں ہیں وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور جب یہ حقیقت بندے پر منکشف ہو جاتی ہے تو بے شمار امور اس کی زندگی میں حال بن کر داخل ہو جاتی ہیں مثلاً وہ صابر وشاکر بن جاتا ہے سراپا توبہ و دعا بن جاتا ہے توکل علی اللہ کی صفت پیدا ہو جاتی ہے، دعا، توبہ، توکل، صبر وشکر، یہ سب استعانت کے طریقے ہیں۔

توحید فعلی کے ثبوت سورہ واقعہ کی روشنی میں

سورہ واقعہ میں اللہ نے کم وبیش پندرہ آیات میں اپنے فاعل حقیقی ہونے کا ذکر فرمایا ہے اپنی قدرت مطلقہ کو دکھا کر فطرت انسانی، حقیقت نفس الامری کے قبول کرنے کی دعوت دی ہے جو آیات اس ذیل میں ذکر کی ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ انفسی سیر اور وجدانی مشاہدے کے ذریعہ توحید افعالی کا تفصیلی تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(1) جو تم منی پہنچاتے ہو اس کو تم آدمی بناتے ہو یا ہم۔

(2) موت ہم نے تمہارے لئے مقدر کر دی ہے۔

(3) ہم اس سے عاجز نہیں ہیں کہ تمہارے جیسے اور پیدا کریں۔

(4) اور تمہاری صورتیں بدل دیں۔

(5) اپنی پہلی پیدائش بھی جانتے ہو پھر تمہاری عقل کہاں چلی گئی!

(6) اپنے بونے کو دیکھتے نہیں !اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں۔

(7) ہم چاہیں تو اس کو چورا چورا کر دیں۔

(8) کہتے ہو کہ ہم پر ٹکس اور تاوان لگ گیا! بلکہ بالکل ہی محروم ہو گئے۔

(9) اپنا پیا جانے والا پانی بھی تمہاری نظروں میں نہیں؟
اس کو بادل سے تم برساتے ہو یا ہم برساتے ہیں۔

(10) اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا کر ڈالیں پھر تم شکر گزار کیوں نہیں ہوتے۔

(11) یہ آگ جو تم سلگاتے ہو، اس کے درخت کو تم نے بنایا ؟ یا
ہم بنانے والے ہیں۔

(12) ہم نے اس کو نصیحت اور مسافروں کے فائدے کی چیز بنایا ہے کیا تم
اس کلام کو سرسری سمجھتے ہو اور تکذیب کو اپنی غذا بناتے رہتے ہو۔

(13) جس وقت روح حلق تک آ پہنچتی ہے۔
اس وقت تم ٹکٹکی باندھ دیتے ہو ہم اس شخص کے تم سے زیادہ قریب
ہوتے ہیں۔لیکن تم سمجھتے نہیں۔

(14) کیا تمہارا حساب ہونے والا نہیں ۔اگر نہیں تو تم اس روح کو لوٹا نہیں لاتے ہو
اگر تم سچے ہو۔یہ ایک تحقیقی اور یقینی بات ہے۔

توحید فعلی کے یہ بے شمار ثبوت بتاتے ہیں کہ اصلی قدرت و طاقت رکھنے
والے اللہ ہیں۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولئکٓ مع الذین انعم اللّٰہ علیھم من النّبیین والصّدیقین والشھدَاء والصّالحین وحسن اُولٓئک رفیقا. ذالک الفضل من اللّٰہ وکفیٰ باللّٰہ علیما.

جولوگ اطاعت کریں اللہ کی اور اس کے رسول ﷺ کی پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ رہیں گے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے انبیاء سے اور صدیقین سے اور شہداء سے اور صالحین سے اور یہ بڑے بہترین رفیق ہیں اور یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ خوب جانتے ہیں۔

اس ارشاد الٰہی میں علوم قرآنی کی چار جماعتوں میں سے دوسری جماعت صدیقین کی ہے تیسری جماعت شہدا کی ہے چوتھی جماعت صالحین کی ہے انبیاء کرام علیھم السلام کو اللہ تعالیٰ منتخب فرماتے ہیں وہ مقام وہبی ہے کسب کو اس میں دخل نہیں بقیہ تینوں جماعتوں کا علم و عمل قرآن میں تفصیل کے ساتھ ملے گا انسان جب اللہ پر ایمان لاتا ہے اور **لا الٰہ الا اللّٰہ** کے ذریعہ اللہ کی الوہیت کا یقین دل میں اتار لیتا ہے اور مخلوقات سے الوہیت کی نفی کر دیتا ہے اور محمد رسول اللہ کے ذریعہ اپنے دل میں سرکار دو عالم ﷺ کی تصدیق کرتا ہے تو وہ صادق و مُصدِّق ہے نفاق دل سے نکل جاتا ہے اور اس ایمان کے ساتھ ہی اعمال صالحہ بھی کرنے لگ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ صالحین میں داخل کر لیتے ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

الذین اٰمنوا وعملو الصالحات لَنُدْخَلِنَّھُمْ فی الصالحین۔

بے شک جولوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیئے ہم انہیں صالحین میں داخل کر لیتے ہیں۔ مرتبہ صالحیت کی توحید یہ ہے کہ بندہ اللہ کو خالق، مالک، رب، حاکم، معبود و الٰہ سمجھے اور مخلوقات کی خالقیت مالکیت ربوبیت اور معبودیت اس کے دل

سے نکل جاتی ہے اور بندہ اللہ ہی کو نافع و ضار سمجھتا ہے اور قرآن کا یہ ارشاد اس کا یقین ہوتا ہے۔ ان یمسسک اللّٰہ بضرٍ فلا کاشف لہٗ الاّھو وان یردک بخیرٍ فلا رآدّ لفضلہ ۔ اور جب تجھ کو کوئی مصیبت آئے تو اس کا دور کرنے والا اللہ کے سواء کوئی نہیں اور اگر اللہ بھلائی پہنچانا چاہے تو اس کا روکنے والا کوئی نہیں صالحین کیلئے جنت و مغفرت کا وعدہ ہے۔

ارشاد ہوتا ہے: وعداللّٰہ الذین اٰمنوا وعملو الصالحات لھم مغفرۃ واجراً عظیما۔ ان الذین اٰمنوا وعملو الصالحاتِ لھم جنت النعیم خلدین فیھا وعداللہ حقا۔ شہداء کے ساتھ خدا کی نوازشات قبر ہی سے ان کا بدل اور عنایات خاصہ کا ذکر ملتا ہے فرمایا گیا۔

لا تحسبن الذین قتلو فی سبیل اللہ امواتا ۔ بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون فرحین بما اٰتاھم اللہ ۔ یعنی جو لوگ اللہ کے راستہ میں مارے گئے ان کو مردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ اللہ کی اس عطا پر خوش ہیں۔

والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھدآء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم ۔ بندے کے دل میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ اللہ جن پر میں ایمان لے آیا میں جن کی عبادت کر رہا ہوں اور جن سے مدد مانگ رہا ہوں وہ ہیں کہاں؟ اس کو بتایا جاتا ہے وہ قریب ہے اذا سئلک عبادی عنی فانی قریب (پ۲ ع۷) جب میرے بندے میری بابت پوچھیں کہ میں کہاں ہوں تو ان کو بتا دیجئے کہ میں قریب ہوں خدا کے قرب کا یہ شعور بندے کو مطمئن کر دیتا ہے کہ میرا خدا میرے قریب ہے مگر فطرت انسانی کچھ اور تفصیل جاننا چاہتی ہے کہ وہ قریب ہیں تو کتنے قریب ہیں؟ زمین جتنی قریب ہے اتنے قریب؟ آسمان

جتنا قریب ہے اتنے قریب؟ چاند وسورج جتنے قریب ہیں اتنے قریب؟ بیت اللہ جتنا قریب ہے اتنا قریب! مسجد نبوی جتنی قریب ہے اتنے قریب ایک انسان دوسرے انسان سے جتنا قریب ہے اتنے قریب؟ اس قرب کی نوعیت کو بتاتے ہوئے یہ راز فاش کیا جارہا ہے۔

نحن اقرب الیه من حبل الورید

تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔دوسری جگہ ارشاد ہے۔

نحن اقرب الیه منکم ولکن لا تبصرون (پ۲۷)

یعنی ہم اس سے تم سے زیادہ قریب ہیں لیکن تم دیکھتے نہیں!

فطرت انسانی میں ایک سوال اور موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ قرب واقربیت کسی خاص وقت یا کسی خاص جگہ سے اس کا تعلق ہے؟ میں جب نماز قائم کرتا ہوں سجدہ کرتا ہوں تو اس وقت قریب رہتے ہیں؟ جب تلاوت کرتا ہوں تو اس وقت قریب رہتے ہیں؟ جب ذکر وفکر کرتا ہوں تو اس وقت قریب رہتے ہیں؟ ان سوالات کا جواب مرحمت ہورہا ہے۔

وهو معکم اینما کنتم واللّٰه بما تعملون بصیر (حدید)

اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔۔۔جہاں کہیں تم ہو۔

بڑے مزے کا ارشاد ہے جہاں تم ہو وہیں ہم ہیں تم نماز میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ! تم ذکر وفکر میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ تم کھانے پینے میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ! تم طہارت لینے جارہے ہو تو ہم تمہارے ساتھ! تم گھر وبازار میں تو ہم تمہارے ساتھ! تم مدرسہ اور خانقاہ میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ! تم کھیت وباغات میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ تم اسمبلی اور پارلیمنٹ میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ تم معاملات وتجارت میں ہو تو ہم تمہارے ساتھ تم نظارت اور وزارت میں رہو تو ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

تم دنیا میں رہو یا قبر و آخرت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں جہاں تم ہو وہیں ہم ہیں تم امریکہ و برطانیہ میں رہو ہم تمہارے ساتھ' تم جاپان و ہندوستان میں رہو ہم تمہارے ساتھ تم کسی بھی محلے اور آبادی میں رہو ہم تمہارے ساتھ تم جنگل و بیابان میں رہو ہم تمہارے ساتھ غرض جہاں تم ہو وہیں ہم ہیں۔ قلب انسانی میں ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ اس کے ساتھ ہونے کی نوعیت کیا ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا۔

انه بکل شئی محیط ۔ سنو خبردار ہو جاؤ! ہوش میں آ جاؤ بے شک اللہ ہر چیز پر محیط ہے۔

گھر شئے ہے اللہ اس کو گھیرا ہوا ہے ارض شئے ہے اللہ عرش کے محیط فرش شئے ہے اللہ فرش کے محیط آسمان شئے ہے اللہ آسمان کے محیط' سورج و چاند شئے ہے اللہ سورج و چاند کے محیط' پانی شئے ہے اللہ پانی کے محیط' انسان شئے ہے اللہ انسان کے محیط' جنت و دوزخ شئے ہے اللہ جنت و دوزخ کے محیط۔ یہ تو آفاقی سیر تھی کچھ انفس کی بھی سیر فرما لیجئے۔

آنکھ شئے ہے اللہ آنکھ کے محیط' ہاتھ شئے ہے اللہ ہاتھ کے محیط' پیر شئے ہے اللہ پیر کے محیط' زبان شئے ہے اللہ زبان کے محیط بال و کھال شئے ہے اللہ ان کے محیط' جسم و جان شئے ہے اللہ ان کے محیط' دل و دماغ شئے ہے اللہ ان کے محیط اندر باہر نیچے اوپر دائیں بائیں آگے پیچھے حق ہی حق ہے کوئی شئے قبضہ الٰہی سے نکل نہیں سکتی ان چاروں اعتبارات کے فہم سے انسان مطمئن ہو جاتا ہے اس کے اندر کوئی اور سوال باقی نہیں رہتا۔

اس موقع پر انسانی طلب و سعی سے آگے حق تعالیٰ کا کرم اور ان کی نوازشات ملاحظہ ہوں۔

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شيءٍ عليم (حدید)
وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے عرش

فرش لوح وقلم، شمس وقمر زمین وآسمان، انسان وفرشتے، جنات وشیاطین، شجر، حجر، چرند و پرند، درند و دوند، جمادات ونباتات، حیوانات و انسان، اٹھارہ ہزار عوالم سب کے سب معلومات الٰہیہ ہیں۔ یہ سب مخلوق ہونے سے پہلے اللہ کے علم میں ثابت اور معلوم! اللہ نے ان کو پیدا کیا۔ مخلوقات اشیاء ہیں اشیاء کی ذات الگ ہے خدا کی ذات الگ ہے یہ ذاتاً ایک دوسرے کے قطعاً غیر ہیں۔ ھل من غیر خالق اللہ (پ۲۲) ام لھم الہ غیر اللہ (پ۲۷) افغیر غیر اللہ تتقون (پ۱۴) لہٰذا ذات حق خالق اور ذات خلق مخلوق ذات حق علیم ذات خلق معلوم، ذات حق کامل ذات خلق ناقص، ذات حق باقی ذات خلق فانی ذات حق مرجع اسماء وصفات کاملہ، ذات خلق مرجع اسماء وصفات ناقصہ حق وخلق میں غیریت ذاتی۔

من الازل الی الابد سبحان اللہ۔ جب سے علیم ہے تب سے علم اور جب سے علم ہے تب سے معلومات اشیاء داخلاً معلوم ہیں خارجاً مخلوق۔

مخلوقات تخلیق سے پہلے معلوم ہیں شئے نہ تھے ارشاد ہے۔ وقد خلقنک من قبل ولم تک شیئاً (پ۱۱) کہ تو شئے نہ تھا میں نے تجھے پیدا کیا انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون (یٰسین) اس کے سوا کچھ نہیں کہ جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے اس موقع پر خیال رہے کہ حق تعالیٰ کے امر کن کی مخاطب اگر معدوم شئے ہے تو معدوم سے مخاطبت صحیح نہیں۔ جب شئے ہے ہی نہیں تو مخاطب کا سوال ہی کیا! اگر شئے موجود ہے تو موجود سے یہ مخاطبت تحصیل حاصل ہے چیز خود موجود ہے تو اس کے موجود ہونے کا حکم فضول ہے۔ پس اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ خطاب معلوم سے ہے جو اللہ کے علم میں ہے۔ الا یعلم من خلق وھو الطیف الخبیر (پ۲۹) خبردار وہ جانتا ہے جسکو پیدا کرتا ہے وہ باریک بین بھی ہے اور باخبر بھی۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔

وھو الخلاق العلیم (پ۲۳) اور وہ بڑا پیدا کرنے والا اور بڑا علم والا ہے۔

پیدا کرنے والا بے خبر کیسے رہ سکتا ہے۔ معلوم ثابت الذات ہے مسلوب الوجود ہے اب امر کن یہ ہے کہ معلوم کو وجود عطا فرمائیں خوب سمجھ لیجئے کہ تخلیق معلومات کو موجودات بنا دینے کا نام ہے' وجود حق تعالیٰ کی صفت ذاتی اور صفت خاص ہے ان کا وجود ہی ذات ہے اور ذات ہی وجود ہے۔ مخلوقات حق تعالیٰ کے وجود سے موجود ہیں۔ مخلوقات کیلئے ان کا وجود ان کی ذات پر زائد ہے۔ حق و خلق میں ذاتاً غیریت ہے عبد و رب میں وجوداً عینیت حقیقی اصطلاحی ہے۔

معرفت کی ہوا میں اڑانے کو　　　　عینیت غیریت دو پر ہونا

مراتب اور نتائج

انسان اپنے ذاتی علم کی راہ سے ہر ظاہر موثر معلوم ہونے والی ہستی سے عبادت و استعانت کا تعلق قائم کر لیتا ہے اس کو علم حق کی زبان میں الٰہ کہتے ہیں چنانچہ کفار و مشرکین نے انبیاء اولیاء جنات' شیٰطین، جمادات' نباتات' حیوانات' علوی، سفلی چیزوں' فرشتوں کو الٰہ بنالیا ہے۔ اور جب غیر اللہ الٰہ ہو جائے تو حق کے ساتھ شرک واقع ہوتا ہے' حالانکہ معبودیت اور ربوبیت کا حق خاص اللہ کا حق بلاشرکت غیرے ہے۔

شرک سنگین جرم ہے از روئے قرآن کریم مشرک کی مغفرت نہیں اس کے اچھے عمل برباد اس پر جنت حرام اور جہنم واجب ہے۔ انسان کو اس ورطہ ہلاکت سے نکالنے شرک و کفر سے بچانے' صحیح راہ دکھنے پیغمبروں کو بھیجا اور آخر میں خاتم الانبیا ﷺ کو بھیجا اور کلمہ طیبہ **لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ** دے کر بھیجا حضور ﷺ نے اس پیغام کی تبلیغ کی جس نے اس پیام کو ماننے سے انکار کیا وہ کافر ہوا اور جو پیام کو زبانی مان لیا لیکن دل سے انکار کیا وہ منافق ہوا۔ اور جو تصدیق کے بعد اس پیام کا انکار کیا وہ مرتد ہو گیا۔ کافر' مشرک' منافق اور مرتد کا صراحت بالا کے مطابق ایک ہی

حکم ہے یعنی ان کیلئے نجات نہیں' اقرار لسانی اور تصدیق قلبی کرنے والا مومن ہے اور اس کی جزاء جنت ہے اسکے نیک اعمال مقبول اسکے گناہوں کی مغفرت ہے **لا الہ الا اللہ** کا صاف مطلب یہ ہے کہ معبودیت اور ربوبیت کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں معبود وہ ہے جس کی عبادت کی جائے اور رب وہ ہے جو پرورش فرماتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ غیر اللہ الٰہ نہیں ہے لا الٰہ کے ذریعہ غیر اللہ کے الٰہ ہونے کی نفی اور الا اللہ کے ذریعہ اللہ ہی کے رب اور معبود ہونے کا اثبات کیا جاتا ہے یہ ایمان کا بیان ہے' اس میں اجمال بھی ہے اور تفصیل بھی اور بہت کچھ تحقیق بھی ایمانداروں کی صحبتیں ان تحقیقات کا دروازہ کھولتی ہیں یہاں صرف اتنا سمجھیں کہ ایمانی جہت کو عقائد کہتے ہیں اور اوامر کی اتباع اور نواہی سے اجتناب کو عمل کہتے ہیں۔

جو ایمان کے بعد عمل صالح کا پابند ہو وہ صالحین میں شامل ہوا جن کیلئے پہلے مرحلے میں نجات ہے اور بڑے بڑے درجات کیلئے ان کے حق میں اللہ کا وعدہ ہے ۔ایمان تو رکھا مگر عمل نہ کیا وہ فاسقین میں شامل ہوگا جن کیلئے پہلے مرحلے میں نجات پانا مشتبہ ہے ممکن ہے کہ موقف حشر میں کافی وقفہ کے بعد بہ شفاعت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور رحمت الٰہیہ کے ذریعہ نجات ہو یا جہنم میں داخلے اور سزا کے بعد پھر چھٹکارہ ملے مگر اس مرتبہ میں اعلیٰ درجات سے محرومی ہوگی۔

جو شخص اللہ کے علم میں اپنے علم کو شامل کرے اس کو اختراع فی الدین اور بدعت کہتے ہیں بدعتی جہنم میں جائے گا ذرہ برابر بھی اگر ایمان ہے تو پھر جہنم سے نکالا جا کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

مرتبہ صالحیت کے بعد والی منزل

اوپر بیان کردہ تینوں ملفوظات مقام صالحیت سے متعلق ہیں۔مقام صالحیت کے حاصل ہونے کے بعد اگر کوئی شخص اللہ کے ساتھ بہ اعتبار ربوبیت و استعانت

ربط و تعلق پیدا کر لیا اور دعا، توبہ، توکل، صبر، شکر اس کا حال بن جائے تو ایسے شخص کو مقام شہادت ملے گا۔

مقام صدیقیت

اگر کوئی شخص بذریعہ کلمہ طیبہ اللہ کو پالیا تو وہ صدیقین، مقربین اور اولیاء اللہ میں داخل ہوگا۔ جب **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے ذریعہ الوہیت الٰہیہ اور رسالت محمدیہ ﷺ کا عرفان ملا تو لازم وملزوم کی طرح اللہ تعالیٰ مل جائیں گے یہی ولایت ہے۔

اقسام ولایت

ولایت کی دو قسمیں ہیں۔ (1) ولایت عامہ...... (2) ولایت خاصہ۔

ولایت عامہ:-

جو شخص بھی ایمان لائے اور تقاضوں پر عمل کرے اسے عمومی ولایت کا درجہ حاصل ہے اور **اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَی النُّوْرِ** اللہ اہل ایمان کے ولی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ولایت عامہ ہر مومن کو حاصل ہے اور جہاں سے ایمان شروع ہوتا ہے وہیں سے ولایت بھی شروع ہوتی ہے۔ دوسری ولایت ولایت خاصہ ہے۔

ولایت خاصہ:-

یہ سر معیت الٰہیہ کے انکشاف سے عبارت ہے اس علم کو بہت اونچا قرار دیا گیا ہے بلکہ اس علم کے استحضار کو عین عمل سے تعبیر کیا گیا ہے۔ روایات حدیث میں سے دو سادہ روایتیں اس باب میں بہت کارگر ہیں۔

پہلی روایت:- افضل الایمان ان تعلم انّ اللہ معک یعنی اللہ کی معیت کا علم افضل ایمان ہے۔

دوسری روایت:- افضل الاعمال العلم باللہ یعنی اللہ کا علم افضل عمل ہے۔

صالحیت' شہادت' صدیقیت اور نبوت کو یوں سمجھایا۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۔ (پ۵ ع)

ترجمہ:- اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں وہ (آخرت میں) ان برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء صالحین اور یہ بہت اچھے رفیق ہیں۔

مثال:- لائٹ آنے سے پہلے گھروں میں بتیاں اور پنتھیاں جلائی جاتی تھیں ترقی ہوئی تو چمنی بنی اور ترقی ہوئی تو یکہ بنا اور ترقی ہوئی تو قندیل اور انتہائی ترقی ہوئی تو پٹرومکس وجود میں آیا صالحیت چمنی کی طرح کم روشنی والی' شہادت یکہ کی طرح زیادہ روشن نسبتاً محفوظ' صدیقیت قندیل کی طرح زیادہ روشن اور زیادہ محفوظ باہر لے جانے کے قابل نبوت پٹرومکس کی طرح روشن ترین ہے جس کی روشنی اوپر سے نیچے کی طرف ہوئی ہے۔ اسکے سامنے دوسرے مدھم ہیں اسی طرح انبیاء علیہم السلام کا یہ حال ہوتا ہے کہ انکے سامنے ولی' غوث' قطب' ابدال سب پھیکے پڑ جاتے ہیں اور حضور پرنور ﷺ تو وہ نرالا پٹرومکس ہیں جو اس دنیا میں اس درجہ روشنی کا ایک ہی بنا ہے ارشاد ربانی ہے يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا

یعنی اے نبی ﷺ آپ کو حق کے ساتھ بشیر و نذیر اور اللہ کے حکم سے داعی الی

اللہ اور روشن سورج بنا کر بھیجا ہے۔ اپنا سلوک علمی ہے اصل کام انفس وآفاق میں مالکیت الٰہیہ کا ادراک ہے علمی جہت میں نفسانی حکم کو رد کر کے مولیٰ کے حکم کو لے کر کام کرنا اصلی مجاہدہ ہے۔

رب کا فاعل ہونا ضروری ہے۔ جب رب میں فعل نہ ہو تو ربوبیت کیسے ہوسکتی ہے لہذ المخلوقات میں جس طرح اجمالاً ربوبیت کی نفی کی گئی تھی اسی طرح افعال کی بھی مخلوقات سے نفی کر دی جائے۔ اب یہ ظاہر ہوگا کہ رب ہی کا فعل ساری کائنات میں جاری ساری ہے انفس وآفاق میں حق تعالیٰ ہی فاعل ہیں اس ادراک کے قیام اور استعانت کے طریقوں یعنی دعاء، توبہ، توکل، صبر وشکر وغیرہ کو تفصیلاً جان لینے اور برتنے سے مقام شہادت متحقق ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بے شمار عطاؤں میں سے کان، آنکھ اور دل کا ذکر فرمایا ہے یہ تینوں اعضاء حکمت واسرار کے خصوصی اعتبارات لئے ہوئے ہیں۔ کان ماضی کو سننے کیلئے، آنکھ حال کو دیکھنے کیلئے اور دل مستقبل میں کانوں اور آنکھوں سے جمع کیا ہوا ذخیرہ پیش کرنے کیلئے ہے۔ کان آثار کے آنکھ افعال کے اور دل صفات کے تحفظ کا مقام ہے انسان سن کر صالحیت کے مقام پر، دیکھ کر شہادت کے مقام پر اور پا کر صدیقیت کے مقام پر فائز ہوتا ہے صالحیت تا صدیقیت کسبی مقامات ہیں جہاں اسرار نبوت اور علم نبوت سے استفادہ ہوتا ہے مقام نبوت نہیں ملتا۔ صالحیت شریعت ہے شہادت طریقت ہے اور صدیقیت معرفت ہے اس میں باعتبار طریقت افراط و تفریط سے بچنا ضروری ہے اور راہ اوسط پر قائم رہنا لازمی ہے جس کا حصول ذکر وفکر کے دوام سے ہوتا ہے اس کا نتیجہ یافت ذات ہے۔

سورہ نساء کی آیت اور شان نزول

سورہ نساء کی جو آیت مبارکہ پڑھی گئی ہے جس میں انعام یافتہ طبقات کا

تذکرہ کیا گیا ہے ان کی رفاقت کو بہت بہتر بتایا گیا ہے اور یہ کوئی بالکل عمومی بات نہیں بلکہ اللہ کا خصوصی فضل و کرم ہے۔

سورہ نساء کی ان دو آیتوں کا ترجمہ یہ ہے۔ ''اور جو شخص اللہ اور رسول ﷺ کا کہا مان لے گا تو ایسے اشخاص ان اصحاب کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔ یہ فضل ہے اللہ کی جانب سے اور اللہ تعالیٰ کافی جاننے والے ہیں''۔

شان نزول:۔

ایک روز ایک صحابی رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے دل میں میری جان' میری بیوی اور اولاد سب سے زیادہ آپ ﷺ کی محبت عزیز ہے۔ بعض اوقات بے چین ہو جاتا ہوں کہ یہاں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر زیارت کر لیتا ہوں اطمینان حاصل ہو جاتا ہے فکر یہ ہے کہ مجھے موت آجائے گی آپ کی وفات ہو جائے گی تو آپ ﷺ جنت کے درجات عالیہ میں ہوں گے مجھے معلوم نہیں کہ میں جنتی ہوں یا نہیں اور پہنچ بھی گیا تو میرا درجہ آپ سے بہت نیچے ہوگا وہاں آپ ﷺ کی زیارت نہ کر سکوں گا تو مجھے صبر کیسے آئے گا۔ آنحضرت ﷺ نے یہ کلام سنا کچھ جواب نہ دیا یہاں تک کہ یہ مذکورہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

فرق مراتب

عام مفسرین کی رائے کے مطابق صدیقین سے مراد بڑے بڑے صحابہؓ اور شہداء سے مراد شہداء احد اور صالحین سے مراد عام نیک مسلمان ہیں۔

- امام راغب اصفہانیؒ اور دوسرے محققین کے قول کے مطابق چونکہ معرفت رب کے مختلف درجات ہیں لہذا عارفین کے بھی مختلف درجات ہوں گے اَفَتُمَارُوْنَهُ عَلٰی مَا یَرٰی ۔
- انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چیز کو قریب سے دیکھ رہا ہوں ان کے ساتھ قوت الٰہیہ مخصوصہ ہوتی ہے۔
- صدیقین کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چیز کو دور سے دیکھ رہا ہو یہ معرفت انبیاء سے قریب ہیں۔
- شہداء کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چیز آئینہ میں قریب ہے۔ معرفت دلائل سے ہے مشاہدے سے نہیں۔
- صالحین کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کسی چیز سے دور مگر بہ اعتبار مراقبہ قریب ہیں ۔فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ (از معارف القرآن)

یہ تینوں چیزیں یعنی (1) صالحیت (2) شہادت (3) صدیقیت ،سلوک کے مہماتی مقامات کہلاتے ہیں ان میں سے ہر مقام کا مجاہدہ اور یافت وشہور الگ الگ ہے۔

- مقام صالحیت میں اپنے انفس میں اللہ کو مالک اور اپنے کو مملوک جاننا یافت ہے۔ آفاق میں اللہ کو مالک دیکھنا اور مخلوق کو مملوک دیکھنا شہود ہے۔ اس کا ثمرہ لِكَيْ لَا تَأْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَا اٰتَاكُمْ ہے۔

نعمتوں میں اتراتا نہیں اور مصیبتوں میں گھبراتا نہیں

- مقام شہادت میں انفس میں اللہ کو خالق فعل پانا یافت اور اپنے کو کاسب فعل پانا یافت ہے اور آفاق میں اللہ کو خالق فعل دیکھنا اور مخلوق کو کاسب فعل دیکھنا شہود ہے۔ اس کا ثمرہ رضا بالقضاء ہے۔

- مقام صدیقیت میں انفس میں اسماء وصفات کاملہ کا مرجع اللہ کو پانا یافت اور اپنے کو اسماء وصفات ناقصہ کا مرجع پانا یافت ہے اور آفاق میں اسی حقیقت کو دیکھنا شہود ہے اس کا ثمرہ قرب حق ہے ان حقائق کا استحضار نہ رہے تو یہی غفلت' حجاب یا شرک کہلاتا ہے جو مانع ثمرات قرب وجودی ہے۔
- صالحیت کے حصول کیلئے تملیکی نسبت کا استحضار ضروری ہے اللہ سب کے مالک اور ذوات خلق مملوک ہیں یہی اس مقام کی یاد ہے اس کے برخلاف مالکیت کو ذواتِ خلق سے اصالۃً منسوب کرنا غفلت ہے اس غفلت پر یاد کو غالب کرنے کی کوشش مجاہدہ ہے۔
- دوسرے درجہ میں اللہ کو خالق فعل جاننا اور مخلوق کو کاسب فعل سمجھنا یاد ہے مخلوق کو خالق فعل جاننا غفلت ہے اور اس غفلت پر یاد کو غالب کرنے کا نام مجاہدہ ہے

۔
- تیسرے درجہ میں اللہ کو صفات کاملہ وجودیہ کا مرجع جاننا یاد ہے اور مخلوق کو صفات کاملہ وجودیہ کا مرجع جاننا غفلت ہے اور اس غفلت پر یاد کو غالب رکھنے کی کوشش کا نام مجاہدہ ہے۔انہی مجاہدات کی تکمیل کیلئے سلوک وطریقت ہے اور اسی خود شناسی' خدا شناسی اور حق رسی کیلئے مشائخ طریقت سے وابستگی ہے اور پیران طریقت اور رہبران حقیقت اور اولیاء ربانی سے روابط کی ضرورت ہے۔
- استعداد کے مراتب اور لوگوں کے درجات کے اختلافات کو یوں واضح فرمایا ہے۔
- ہر انسان کی استعد امختلف ہوتی ہے بعض میٹرک تک پڑھ کر رہ جاتے ہیں اور بعض ایف اے، بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی تک ترقی کرتے ہیں۔ بعض درمیانی مقامات پر ٹھہر جاتے ہیں اسی طرح سلوک روحی میں بھی

استعداد کا مسئلہ اہم ہے شریعت نے بھی صالحین کی حد تک مکلّف بنایا ہے۔ مرتبہ شہداء وصدیقین کیلئے مکلّف نہیں بلکہ شوق دلایا گیا ہے تربیت تدریجی اصل ہے صالحین کا علم کافی طور پر سمجھ لینے کے بعد صالحین کے مرتبہ کا عمل خود محرک مقام شہادت بن جاتا ہے اسی طرح مرتبہ شہادت کا علم کافی طور پر سمجھ لینا اوراس کے تقاضوں پر عمل کرنا یہ خود ہی محرکِ مرتبہ صدیقیت ہو جاتا ہے۔

○ حق تعالیٰ دین ونعمت کی ان وضاحتوں پر عمل کی توفیق اور اپنے خصوصی کرم سے درجات عالیہ نصیب فرمائے۔

چمنی تا سورج

صالحیت۔شہادت۔صدیقیت۔نبوت

حضرت شاہ محمد عبدالرحیم صاحبؒ درد

خلیفہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحبؒ

حضرت شاہ غلام محمد صوفیؒ کی تمثیل منظوم صورت میں

خدا کے فضل سے یوں خدمت اسلام کرتا ہوں
مرے حضرت نے گوڑنگل کی جانب اپنی رخ موڑا
بیاں حضرت کے جاری تھے مساجد میں مکانوں میں
نظر آتے ہیں جیسے شمع کے اطراف پروانے
صداقت کی صدائیں منبر و محراب سے سن کر
پہنچ جاتی تھی دل تک بات جو دل سے نکلتی تھی
کبھی رومال کی تمثیل سے تملیک سمجھاتے
کبھی بس کا ٹکٹ اسلام کی تبلیغ کر دیتا
حقائق اور معارف کا بیاں آساں باتوں میں
یہ فرمایا اگر سینے میں دل ناکارہ چمنی ہے
کرو گے کیا اگر چمنی کوئی موری میں مل جائے
بظاہر پاک ہو جائے تو باطن کی خبر لو گے
بھرو گے تیل اس میں اور بتی بھی چڑھاؤ گے
ہوئی روشن یہ چمنی گھر کے اندر خوب جلتی ہے
اگر منظور حفاظت ہے اسے یکا بنا لیجئے
سفر میں ساتھ رکھئے راہ روشن اس سے کر لیجئے

حسین تمثیل کو منظوم کر کے عام کرتا ہوں
کہاں کوئی دقیقہ قابل تفہیم رکھ چھوڑا
الوہیت، رسالت کی صدا گونجی فضاؤں میں
بیاں حضرت کا سننے جمع ہو جاتے تھے، دیوانے
ہر اک سینے میں احساس زیاں سے دل ہوا مضطر
طبیعت شاہراہ حق پہ چلنے کو مچلتی تھی!
کبھی چمچہ ہلانے کی ہے کیا تبریک سمجھاتے
کبھی منہ کا نوالہ دل میں دینی نور بھر دیتا
لئے ظاہر ہوا ہے انقلابی شان باتوں میں
توجہ بس اسی چمنی کی جانب سب کو کرنی ہے
طبیعت کا تقاضا ہے کہ اس کو پاک کروائے
بھرا ہے خول میں کچرا تو خالی اس کو کر لو گے
کسی سلگی ہوئی چمنی سے منہ اس کا ملاؤ گے
ہوا سے، پھونک سے اور تیز حرکت ہو تو بجھتی ہے
لگا کر اک حباب اس کو ہواؤں سے بچا لیجئے
اسی تمثیل کی تطبیق میں دل کی خبر لیجئے

بھرا ہے دل کی چمنی میں بھی کچرا غور سے دیکھو — توجہ سے کرو پاکیزہ ظاہر اور باطن کو
ہیں اس میں کفر کے کنکر نفاق و شرک کا کچرا — نہیں ہے کام کی جب تک رہے یہ اس طرح گندا
نکالو ماسوی اللہ کا خس و خاشاک ہے جتنا — پسندیدہ اسی درجہ ہے، باطن پاک ہے جتنا
الوہیت کا ڈالو تیل اس پاکیزہ باطن میں — نہیں ہے روشنی لیکن ابھی سیال ساکن میں
اسے منہ تک چڑھانا ہو تو لو بتی رسالت ؐ کی — ہوئی تکمیل اس چمنی میں گویا صالحیت کی
ہر اک روشن دیے سے مل کے روشن ہونے والی ہے — اب اس کی روشنی سے دور الجھن ہونے والی ہے
ابھی حرکت ہوا سے، پھونک سے بجھنے کا امکاں ہے — ابھی اس کو سنبھالو یہ چراغ زیر داماں ہے
شہادت سے اگر صدیقیت کی راہ پر آئے — لگے سرپوش اس پر اور یہ قندیل کہلائے
ادھر گھر میں رکھو روشن، ادھر باہر بھی لے جاؤ — مگر قندیل کو ہرگز نہ پٹرومیکس ٹھہراؤ
کہ پٹرومیکس کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے — کہ پاکیزہ اجالا ہے، بناوٹ بھی انوکھی ہے
ہوا برنر میں اس کے تیل ہی کے ساتھ آتی ہے — یہی تمثیل معیار نبوت کو دکھاتی ہے
ہم اپنے قلب کو قندیل کے معیار پر لائیں — اسی معراج میں صدیقیت کی برکتیں پائیں
الوہیت خدا کی، تیل ہو، بتی رسالت ہو — ضیا بخشی کی خاطر سامنے دست ولایت ہو
شریعت ہو، طریقت ہو، حقیقت معرفت بھی ہو — نمایاں عالم انوار میں راہ ہدایت ہو
پتہ کس کو ہے کتنے دل ہوئے تمثیل سے روشن — خبر کیا کتنی قندیلیں ہیں اس قندیل سے روشن
ابھی کتنے اندھیروں کو اجالے کی ضرورت ہے — ابھی کتنے اجالوں کو سنبھالے کی ضرورت ہے

منور، چمنیاں ہوجائیں ہر سو عام فیضاں ہو
دعا درد ہے پورا، دل صوفی کا ارماں ہو

بہ اہتمام

Shah Mohammad Kamal-Ur-Rahman Quasmi

Khateeb Masjid-e-Alamgiri,
I.T.I. Mallepally, Hyderabad.
H. # 19-4-281/1/A39/1,
P.O. Falaknuma, Jahanuma Road,
N.S.Kunta, Saleheen Colony, 500053
Phone: # 4474680

[illegible]

Shah Muhammad [illegible] Ur-Rahman Qasmi

[illegible]

11-1 Mallepally, Hyderabad

[illegible]

P.O. [illegible]

N.S [illegible] Colony, [illegible]

Phone: [illegible]